60296 ـ امتحانات كى بنا پر رمضان كا روزه دن ميں توڑ دينا

سوال

جب ميں يونيورسٹى ميں پڑھتى تھى تو دو سال تك رمضان ميں روزے كى حالت ميں مطالعہ نہ كر سكنے كى بنا پر كچھ ايام كے روزے نہ ركھے تو كيا ميرے ذمہ قضاء ہے يا كہ كفاره، يا دونوں چيزيں ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

اول:

رمضان المبارك كے روزے دين اسلام كے اركان ميں سے ايك ركن ہے، صحيح بخارى اور مسلم ميں ابن عمر رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" اسلام كى بنياد پانچ اشياء پر ہے: اس بات كى گواہى دينا كہ اللہ تعالى كے علاوه كوئى معبود برحق نہيں، اور محمد صلى اللہ عليہ وسلم اللہ تعالى كے رسول ہيں، اور نماز قائم كرنا، اور زكاة ادا كرنا، اور حج كى ادائيگى، اور رمضان المبارك كے روزے ركھنا "

صحيح بخارى حديث نمبر (8) صحيح مسلم حديث نمبر (16).

اس ليے جس شخص نے بھى روزے ترك كيے اس نے اركان اسلام ميں سے ايك ركن ترك كر ديا، اور عظيم اور كبيره گناه كا مرتكب ہوا، بلكہ بعض سلف تو اسے كافر اور مرتد قرار ديتے ہيں، اللہ تعالى اس سے بچا كر ركھے.

ذہبى رحمہ اللہ تعالى الكبائر ميں لكھتے ہيں:

" مؤمنيں كے ہاں يہ بات مقرر كرده ہے كہ جس نے بھى بغير بيمارى اور بغير كسى عذر و غرض كے روزه نہ ركھا، وه زانى اور شرابى سے بھى زياده برا ہے، بلكہ وه تو اس كے اسلام ميں شك كرتے، اور اسے زنديق اور گمراه تصور كرتے ہيں" انتہى.

ديكھيں: الكبائر (64).

دوم:

امتحانات کی بنا پر روزہ ترک کرنے کے متعلق شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا تو ان کا جواب تھا:

" کسی بھی مکلف شخص کے لیے امتحانات کی بنا پر روزہ چھوڑنا جائز نہیں، کیونکہ یہ شرعی عذر میں شامل نہیں، بلکہ اس کے لیے روزہ رکھنا واجب ہے، اور اگر وہ دن میں سٹڈی نہیں کر سکتا تو اسباق کی تیاری اور مطالعہ رات کو کیا کرے "

اور امتحانات کے منتظمین کو بھی طلباء کا خیال کرتے ہوئے ان پر نرمی اور شفقت کرنی چاہیے، اور دونوں مصلحتوں کو جمع کرتے ہوئے وہ امتحانات رمضان المبارک کے بعد رکھیں، تا کہ روزے میں خلل نہ ہو، اور امتحانات کی بھی تیاری بافراغت ہو کر ہو سکے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اے اللہ جو کوئی بھی میری امت کے کسی معاملہ کا ذمہ دار ہو اور وہ ان پر نرمی اور شفقت برتے تو اے اللہ تو بھی اس کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ کر، اور جو کوئی شخص میری امت کے کسی معاملہ کا ذمہ دار بنے اور ان پر مشقت اور سختی کرے تو اے اللہ تو بھی اس پر مشقت اور سختی کر "

اسے امام مسلم رحمہ اللہ تعالی نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے.

اس لیے امتحانات کے ذمہ داران سے میری گزارش ہے کہ وہ طلباء اور طالبات پر شفقت و نرمی کرتے ہوئے امتحانات رمضان المبارک سے پہلے یا بعد میں رکھیں"

اللہ تعالی سب کو توفیق سے نوازے. انتہی.

دیکھیں: فتاوی الشیخ ابن باز (4 / 223).

اسی طرح مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال کیا گیا:

رمضان المبارک میں ساڑھے چھ گھنٹے کا امتحان ہوگا، جس میں پون گھنٹہ آرام کے لیے ہے، میں نے پچھلے برس بھی امتحان دیا تھا لیکن روزے کی بنا پر اچھی طرح تیاری نہ کر سکا، کیا میرے لیے امتحان والے دن روزہ نہ رکھنا جائز ہے؟

فتوی کمیٹی کا جواب تھا:

" آپ نے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی بنا پر روزہ نہ رکھنا جائز نہیں، بلکہ یہ حرام ہے؛ کیونکہ رمضان المبارک میں روزہ نہ رکھنے کے مشروع عذر میں شامل نہیں ہوتا " انتہی.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (10 / 240).

سوم:

رہا مسئلہ قضاء واجب ہونے کے متعلق تو یہ تفصیل کا محتاج ہے:

اگر آپ نے اس گمان کی بنا پر روزہ افطار کیا کہ امتحانات کی بنا پر روزہ افطار کرنا جائز ہے، تو آپ کے ذمہ روزہ کی قضاء ہے، کیونکہ آپ اس غلط گمان کی بنا پر معذور ہیں، اور آپ نے عمدا اور جان بوجھ کر حرام فعل کا ارتکاب نہیں کیا.

لیکن اگر آپ نے اس کی حرمت کا علم ہوتے ہوئے روزہ نہ رکھا تو آپ کے ذمہ توبہ و ندامت اور استغفار کرنا لازمی ہے، اور آئندہ عزم کریں کہ اس عظیم گناہ کا ارتکاب دوبارہ نہیں کرینگی.

اس روزے کی قضاء کے متعلق گزارش ہے کہ اگر آپ نے روزہ رکھنے کے بعد دن کے وقت روزہ توڑا تو آپ کے ذمہ قضاء ہے، لیکن اگر آپ نے روزہ رکھا ہی نہیں تو پھر آپ کے ذمہ اس کی قضاء نہیں، بلکہ اس کے لیے ان شاء اللہ آپ کو سچی توبہ ہی کافی ہو گی، اس کے ساتھ ساتھ آپ نفلی روزے وغیرہ دوسرے اعمال صالحہ کثرت سے کریں، کیونکہ ایسا کرنے سے فرائض میں حاصل ہونے والی کمی پوری ہو جاتی ہے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے رمضان المبارك میں دن کے وقت بغیر کسی عذر کے روزہ توڑنے کا حکم دریافت کیا گیا تو ان کا جواب تھا:

" رمضان المبارك میں بغیر کسی عذر کے روزہ توڑنا کبیرہ گناہ ہے، ایسا کرنے سے انسان فاسق بن جاتا ہے، اس کو اللہ تعالی کے سامنے توبہ کرنی چاہیے، اور اس روزہ کی قضاء میں ایك روزہ بھی رکھے، یعنی اگر اس نے روزہ رکھ لیا اور بغیر کسی عذر کے دن کے کسی بھی وقت روزہ توڑ دیا تو وہ گنہگار ہے، اور اس توڑے ہوئے روزہ کے بدلے ایك روزہ رکھےگا.

کیونکہ جب روزہ رکھ لیا اور اسے فرض سمجھتے ہوئے شروع کر دیا تو نذر کی طرح اس کی قضاء میں روزہ رکھنا لازم ہے، لیکن اگر وہ بغیر کسی عذر کے جان بوجھ کر روزہ رکھتا ہی نہیں تو اس میں راجح یہی ہے کہ اس پر قضاء لازم نہیں؛ کیونکہ اس کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس کا یہ روزہ قبول نہیں ہو گا.

اصول اور قاعدہ یہ ہے کہ: کوئی بھی عبادت جو وقت کے ساتھ معین ہے جب اسے اس کے وقت سے بغیر کسی

شرعی عذر کے مؤخر کر دیا جائے تو اس عبادت کو بجا لانے والے کی وہ عبادت قبول نہیں ہو گی؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل مردود ہے "

اور اس لیے بھی کہ یہ اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز کرنا ہے، اور اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز ظلم ہے، اور ظالم سے قبول نہیں ہو گی.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

اور جو کوئی بھی اللہ تعالی کی حدود سے تجاوز کرے تو یہی لوگ ظالم ہیں .

اور اس لیے بھی کہ اگر یہ عبادت اپنے وقت سے قبل کر لی جائے - یعنی وقت شروع ہونے سے قبل عبادت کی ادائیگی کر لی جائے - تو قبول نہیں، اسی طرح اگر وقت نکل جانے کے بعد ادا کی جائے تو بھی قبول نہیں ہو گی، لیکن اگر معذور ہو تو اور بات ہے " انتہی.

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (19) سوال نمبر (45).

چہارم:

ان سب سالوں کی قضاء میں تاخیر کرنے پر آپ کو اللہ تعالی کے ہاں توبہ و استغفار کرنی چاہیے، کیونکہ جس کے ذمہ رمضان المبارك کے روزے رہتے ہوں تو وہ آنے والے رمضان سے قبل ان کی قضاء کر لے، اور اگر وہ آنے والے رمضان سے بھی تاخیر کرتا ہے تو اس نے حرام فعل کا ارتکاب کیا.

اور آیا اس پر کفارہ (یعنی ہر روز کے بدلے ایك مسکین کو کھانا دینا) بھی واجب آتا ہے یا نہیں ؟

اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے، اور اقرب الی الصواب یہ ہے کہ کفارہ واجب نہیں، لیکن اگر آپ احتاطا کفاراہ ادا کردیں تو یہ بہتر ہو گا.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (26865) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ:

اگر تو آپ کا خیال اور گمان تھا کہ امتحانات کی بنا پر روزہ توڑنا یا نہ رکھنا جائز ہے تو آپ کے ذمہ اس کی قضاء ہے، اور قضاء کے ساتھ کفارہ کی ادائیگی لازم نہیں.

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ آپ کی توبہ قبول فرمائے.

واللہ اعلم .